Vol 5 No.3 2021

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022

یاسمین حمید کی شاعری:ایک تجزیہ

[1]Ghulam Rasool, [2]Fouzia Shehzadi, [3]Saeed-Ur-Rehman, [4]Dr. Muhammad Amjad Abid

ABSTRACT:

Yasmin Hameed is an intelligent, talented and highly qualified Urdu poetess. Her ghazal is the outcome of old and new traditions. She has used her pen on Nazam, Prose Nazam and translation studies and famed herself in such literary areas. Yasmin Hameed, with a blend of integrity and truthfulness, creates her poetry and her reality based ideas and emotions become the beauty of her poetry. The feminist feelings in her poetry present a unique view of woman's life. The researchers have tried to reflect the qualities of her poetry by concluding that her poetry is meaningful and is the manifestation of the same.

Key Words: *Yasmin Hameed, Poetess, Simplicity, Style, Society, Contemporary Consciousness, Creation*

کلیدی الفاظ: یاسمین حمید، شاعرہ، سادگی، اسلوب، معاشرہ، عصری شعور، تخلیق

جدید دور کی اہم شاعرہ یاسمین حمید (۱۹۵۱ء) کو لاہور میں پیدا ہوئیں۔ پنجاب یونیورسٹی سے ایم ایس سی کی ڈگری حاصل کی۔ ان کے اب تک پانچ شعری مجموعے فنا بھی ایک سراب ہے (۲۰۰۱ء)، آدھا دن اور آدھی رات (۱۹۹۲ء)، حصارِ بے در و دیوار (۱۹۹۱ء)، پس آئینہ (۱۹۸۸ء) اور بے ثمر پیڑوں کی خواہش (۲۰۱۲ء) چھپ چکے ہیں۔ ایک مجموعہ "دوسری زندگی" ہے جس میں پہلی چار کتابیں شامل ہیں۔ یہ مجموعہ ۲۰۰۷ء میں مکتبہ دانیال لاہور سے شائع ہوا تھا۔ ان کی شاعری کا اہم انتخاب "ہم دو زمانوں میں پیدا ہوئے" کے نام سے ۲۰۱۸ء کو اکادمی بازیافت کراچی سے شایع ہوا۔

یاسمین حمید نے غزل کے علاوہ بہت شاندار نظمیں بھی لکھی ہیں۔ نثری نظم میں بھی جوہر دکھائے اور تراجم میں بھی اپنی مضبوط گرفت رکھی۔ ان کی شاعری ایک پورا جہان لیے ہوئے ہے۔ چونکہ جب تک انسان کی اندرونی کیفیت سیر اب نہیں ہوتی کوئی بھی اچھا شاعر نہیں بن سکتا۔ یاسمیں حمید لکھتی ہیں:

بازی گری کے زعم میں لفظوں کا ہیر پھیر تھا

کشفِ وجود کے بغیر شاعری شاعری نہ تھی (۱)

---

[1]Ph.D Urdu (Scholar), Oriental collage Punjab University, Lahore
[2]Ph.D Urdu (Scholar), Department of Urdu, G.C University, Faisalabad
[3]Mphil Urdu, University of Education, Lower Mall Campus, Lahore

[4]Assistant Professor, Department of Urdu, University of Education, Lahore

ان کی غزل میں ایسی کیفیت پائی جاتی ہے جو جدید موضوعات کے ساتھ ساتھ قدیم موضوعات کو بھی اپنا ہم سفر سمجھی ہے۔ ان کے ہاں بہت دلکش مناظر، آفاقیت، صوفیانہ رنگ، بے ثباتی کے اشارے، صداقت اور حقیقت، نسائی آہنگ، تمثیل نگاری، محویت کا عالم، شائستہ زبان اور رنگین شعری فضا قاری کے دل کو لطف اندوز کرتی ہے۔ ان کے کہنے کا ڈھنگ الگ نوعیت کا ہے۔ سادگی اور مزاج میں پختگی کی وجہ سے ہر شعر اپنے اندر ایک جہانِ معنی رکھتا ہے۔ ان کا وجدانِ شعور ہواؤں، خوشبوؤں،

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol 5 No.3 2021

آوازوں اور خوابوں کے ترنم کو ساتھ لے کر ہر جگہ پھیل جاتا ہے۔ جس طرح انسانی جذبات اور احساسات ہر لحہ تبدیل ہوتے رہتے ہیں۔یاسمین حمید کی شاعری کے رنگ بھی بدلتے رہتے ہیں، کہیں وہ زندگی سے محظوظ ہونے کی کوشش کرتی ہیں تو کبھی گلے شکووں کے حصار میں پناہ لیتی ہیں۔ کبھی زیست کی خوشیاں سمیٹنے کی بات کرتی ہیں تو کبھی زندگی کی بے ثباتی پر قلم طرازی کرتی ہے۔ کبھی دنیا کی بے مروتی پر گلا کرتی ہے تو کبھی محبت اور امن کے پھول کھلاتی ہیں۔ان کی غزل میں ہستی کے تمام رنگ ملتے ہیں۔ان کی ہر غزل کا ہر شعر معنی خیز ہے۔ایک غزل دیکھئے:

شعر کہہ لیتے مگر شعر سناتے کس کو

جیسے ہم خود ہیں بھلا ویسا بناتے کس کو

گھر جہاں ہونا تھا نقشے میں' وہیں پر گھر ہے

اس سے آگے کی مگر بات بتاتے کس کو

تیز چلنے سے بھی جو طے نہیں ہو گا رستہ

ایسے راستے کی طرف کھینچ کے لاتے کس کو

پاس آنے کا بھی مطلب تو جدائی ہوتا

جانے والوں میں سے پھر پاس بلاتے کس کو (۲)

ان اشعار میں پرانے خیالات کو جدت کے سانچے میں ڈھالا گیا ہے۔ان میں سادگی ہے لیکن جذبات سے بھرپور اشعار تغزل پیدا کرتے ہیں۔جب کسی خیال کو لفظی بازی گری سے بیان کرنے کی کوشش کرتے ہیں تو عام چیز بھی خاص بن جاتی ہے۔ بات کا ڈھنگ، رنگ اور آہنگ ہی اچھے خیال کو عملی جامہ پہنا سکتے ہیں اور یہ ہنر یاسمین حمید کے ہاں بدرجہ اتم موجود ہے کہ عام لفظوں کو بھی جدت میں تبدیل کر دیں۔ان کی شاعری فوراً دل میں اتر جانے والی ہے جس میں یہ بہت بڑی خوبی ہے کہ تمام خیالات سچ اور حقیقت کا روپ دھار لیتے ہیں۔وہ سمجھتی ہیں کہ ایک اچھے شاعر کو سچ ہی لکھنا چاہیئے کیونکہ اسی سے ہی لوگوں کے دلوں کو تسخیر کیا جا سکتا ہے۔

یاسمین حمید لکھتی ہیں:

> اتنا ضرور کہتی چلوں کہ مجھے سچائی سے محبت اور جھوٹ سے نفرت ہے۔ جھوٹ جیت کر بھی خائف رہتا ہے اور سچائی ہار کر بھی مطمئن۔سچ کہنے والا دنیا کی نگاہوں میں گر سکتا ہے لیکن اپنی نگاہ میں بلند ہو جاتا ہے۔یہی اس کی جیت ہے اور یہی اس کا حاصل۔" (۳)

یاسمین حمید کا مطالعہ بہت وسیع تھا وہ شاعری کے علاوہ فکشن کو بھی بہت پسند کرتی ہیں اور انگریزی ادب سے بھی کافی واقفیت رکھتی ہیں۔شعر ایک آمد کی صورت میں ہی شاعر پر وارد ہوتے ہیں لیکن اس کا مطلب یہ نہیں کہ شاعر مطالعہ نہ کرے۔ جس کا مطالعہ اچھا ہوتا ہے اس کا خیال بھی اچھا ہوتا ہے اور جب غیب سے مضامین خیال میں آتے ہیں تو علم والے انسان کے پاس وسیع مطالعہ اور لفظیات کا علم ہونے کی وجہ سے وہ تمام خیال اچھے سے اچھے بن جائیں گے۔یاسمین حمید کی قابلیت کا ایک زمانہ معترف ہے۔ان کا لاہور کا حلقہ احباب ان کی شخصیت اور تخلیقی جہت سے مرعوب ہے۔ان کی سچائی اور حقیقت جب اشعار میں ڈھل جاتے ہیں تو بڑے گوہر نایاب کی صورت میں قاری کے سامنے آتے ہیں۔

جھوٹ بولیں سچ کہیں اپنی زبان ہے اپنا ذہن

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol 5 No.3 2021

کون جانے کس نے دیکھا دل میں کیا ہے کیا نہیں (۴)

اوروں سے دل کہتا ہے سچی باتیں

خود سے جھوٹے وعدے کرتا ہے (۵)

یہ تعلق کا جو آئینہ ہے اس کی خاطر

صرف چہرے کو نہیں دل کو بدلنا پڑے گا (۶)

جو انسان حقیقت اور اصلیت کے روادار ہوں ان کو دنیا کے بہکاوے نقصان نہیں پہنچا سکتے۔ وہ صرف اور صرف سچ بولتے ہیں اور خوش رہتے ہیں۔ یاسمین حمید کی فطرت میں بھی کچھ ایسی ہی چیزیں ہیں۔ دنیا سچ بولنے والے کو پسند نہیں کرتی اور پھر سچے انسان سے اکثر لوگ بیگانہ رہتے ہیں اور علیحدگی اختیار کر لیتے ہیں۔ اس خیال کو یاسمین حمید نے بہت اچھے لفظوں میں تحریر کیا ہے۔

تھوڑے غم کے حق میں ہیں تھوڑے خوشی کے حق میں ہیں

زندگی جیسی بھی ہے ہم زندگی کے حق میں ہیں

ہم حقیقت ساز بھی ہیں خواب گر ہونے کے ساتھ

ہم کھرے لفظوں کی سچی شاعری کے حق میں ہیں

چاند تاروں سے نہ سورج سے ہمیں مطلب کوئی

اپنی دنیا اپنے دل کی روشنی کے حق میں ہیں (۷)

یاسمین حمید کی شاعری کا یہ نسائی رنگ غزل کے آہنگ کو تبدیل کر دیتا ہے۔ ان کی غزل میں تانیثی رنگ ایسا نہیں ہے جو دیگر خواتین کی شاعری میں ہے بلکہ ان کہ ہاں عورت کے دکھ وہی ہیں مگر عورت کو اپنے جذبات اور احساسات کو اپنے اندر ہی بند نہیں کرنا چاہیئے اور نہ ہی تنہائی کا شکار ہونا چاہیئے۔ بلکہ وہ چاہتی ہیں کہ عورت قدرت کا انمول تحفہ ہے اور کائنات کا لازمی جزو ہے۔ عورت کے بارے ان کا خیال ہے کہ وہ عام انسانوں کی طرح سوچے اور مخاطب ہو۔ ان کی نسوانیت میں ہمیں وہ جذبات ملتے ہیں جو حساس قسم کی کیفیت سے اداسی پھیلاتے ہیں۔ ڈاکٹر سلیم اختر لکھتے ہیں:

> "یاسمین کے کلام کی جو خصوصیت بحیثیت مجموعی دامن دل کو کھینچ لیتی ہے وہ اس کا مخصوص طرز احساس ہے جس سے وہ افراد اشیاء اور موضوعات کا مشاہدہ اور پھر مطالبہ کرتی ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ طرز احساس نسوانی ہی ہے اور ہونا بھی چاہیئے۔" (۸)

یاسمین حمید عورت کے لیے لکھتے لکھتے شور، ڈھنڈورا پن اور نمائش کا شکار نہیں ہوتی بلکہ ان کی غزل میں دھیما پن اور خاموشی ہے۔ جب یہی دھیما پن ہماری سماعتوں سے ٹکراتا ہے تو مسکراتے ہوئے پھولوں کی خوشبو کی طرح ہم میں رچ بس جاتا ہے۔ ان کے ہر مجموعے میں نسائیت کا غلبہ ہے لیکن جس طرح آج کل کی شاعرات نسائیت کے معنی کو بیان کرتی ہے۔ یاسمین حمید کے ہاں ایسا سخت پن نہیں ملتا بلکہ ایک محبت کی دیوی کی مانند عورت کے حقوق کی جنگ لڑتی ہوئی دکھائی دیتی ہیں۔ ایک عورت کی زندگی کا اصل مقصد اور دنیا میں ان کی آبرو کے عناصر پر بات کرتی ہے۔ وہ عورت کو صرف مال غنیمت نہیں سمجھتی بلکہ عورت ایک احساس ہے جو معاشرے کے

Vol 5 No.3 2021
ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022

اندر مثبت تبدیلیاں لاسکتی ہے۔ لیکن آج کی دنیا میں عورت کو وہ مقام نہیں ملتا جو چودہ سے سال پہلے نبی کریمؐ نے دیا تھا۔ یاسمین حمید نے بھی یہ محسوس کیا ہے۔ دیکھئے ایک غزل جو مکمل نسائیت کا رنگ لیے ہوئے ہے۔

کنارے پر کھڑی ہوں اور کنارے ڈھونڈتی ہوں

سحر کی روشنی میں چاند تارے ڈھونڈتی ہوں

لہو کی روشنائی سے جنہیں لکھا گیا ہو

میں طاقِ عمر میں ایسے شمارے ڈھونڈتی ہوں

وہ جن کو میرا بچپن سوچتا اور چاہتا تھا

کسی کی ذات میں وہ رنگ سارے ڈھونڈتی ہوں

مسافت کی تھکن، تسکین و یکسوئی کا سایہ

میں تکمیل سفر کے استعارے ڈھونڈتی ہوں

مجھے ہر منجمد شے موت کا پرتو لگی ہے

میں تصویروں میں بھی زندہ نظارے ڈھونڈتی ہوں (۹)

ان اشعار میں یاسمین حمید نے عورت کی زبانی اس کے مسائل پر روشنی ڈالی ہے۔ اس کے اندرونی اور بیرونی معاملات زندگی کو بیان کرنے کی کوشش کی ہے۔ وہ معاشرے میں موجود عورتوں کے دکھ، درد اور ناامیدی سے لڑتے ہوئے دہشت اور خوف میں جیتے ہوئے ایک جدید انسان کی سی زندگی بسر کرنا چاہتی ہے اور ان معاملات میں وہ حقیقت اور سچائی کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑتی۔ زندگی کی سچائی کا ڈٹ کر مقابلہ کرنے کا سبق دیتی ہے اور عورت کی اہمیت کی وضاحت کرنا چاہتی ہے۔ اپنے نرم رو لفظوں کی مدد سے عورت کی کہانی اس طرح بیان کرتی ہے کہ مدھم لہجے میں ہی بات قاری تک پہنچ جائے۔

قیاس و پاس کی حد سے نکل کر

چلی جاؤں گی کہیں چہرہ بدل کر

میں سورج کے تعاقب میں رہوں گی

طلوعِ صبح ہو جاؤں گی ڈھل کر (۱۰)

مثالِ عکس میرے آئینے میں ڈھلتا رہا

وہ خدوخال بھی اپنے مگر بدلتا رہا

میں پتھروں پر گری اور خود سنبھل گئی

Vol 5 No.3 2021

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022

وہ خامشی سے میرے ساتھ ساتھ چلتا رہا

زمین خلوص کی مٹی سے بے نیاز رہی

رفاقتوں کا شجر واہموں میں پلتا رہا(۱۱)

یاسمین حمید کی شاعری پر محویت کا عالم چھایا رہتا ہے۔ وہ خاموش طبع لفظوں سے خود میں محورہ کر اپنے ارد گرد کے خیال کو بیان کرتی ہے۔ تنہائی میں بیٹھی بیٹھی ماورائی خیال کی آمد پر ان کا قلم موتی پروتا ہے جو ایک لازوال کہانی پیش کرتی ہے۔ وہ آئینے کے اندر اپنے آپ کو جھانکنے کا ہنر رکھتی ہے۔ ان کی اپنے دوستوں سے رفاقت کی باتیں، بچھڑنے کے تجربات، معاشرے کے درد و کرب کی باتیں اپنے سینے میں دبائے ہوئے لمحات کا جب ذکر کرتی ہے تو اپنے آپ سے ہم کلام ہوتی ہوئی نظر آتی ہے۔ اپنے آپ سے اپنے دل کی باتیں کرتی رہتی ہے۔

لہجے کے تیکھے تیور پر لفظوں کی من مانی پر

کبھی کبھی ہنسنا پڑتا ہے اپنی کسی کہانی پر

مجھ میں ایک ضدی بچے نے میری بات کو آن لیا

اپنے آپ کو میں نے ٹوکا جب اپنی نادانی پر(۱۲)

اکثر اپنے آپ میں کھوئی رہتی ہے۔ ستھری طبیعت اور سچی باتیں کہنے والی شاعرہ اپنے آپ میں مدغم ہو کر تصوراتی دنیا میں چلی جاتی ہے کم بولتی ہے لیکن اچھا بولتی ہے۔ دنیا میں رہنے کے لئے انسان ارد گرد کے ماحول سے متاثر ہوتا ہے۔ یاسمین حمید نے اسی معاشرے سے موضوعات کشید کیے ہیں اور ان موضوعات کو اپنے خوبصورت اسلوب کی صورت میں لفظی بناوٹ کا لبادہ اوڑھا کر ہمارے دلوں کو مسحور کن کرتی ہے۔ اپنے آپ سے پہلے کسی کو ترجیح دیتی ہے اور سمجھتی ہے کہ عام انسانوں کے دکھوں اور دردوں کو دور کرنا ہی سب سے اعلیٰ وارفع عمل ہے۔ جھوٹ سے نفرت کرتی ہے۔ دکھوں سے گھبراتی نہیں ہے بلکہ اطمینان کی زندگی بسر کرنا چاہتی ہے۔ اگر کم بھی ہو تب بھی اسی میں گزارا کرنے کا کہتی ہے۔ ان کے نزدیک ایسی دولت جو جھوٹ کا سہارا لے کر بنی ہو اس کا کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔

چاند تاروں سے نہ سورج سے ہمیں مطلب کوئی

اپنی دنیا اپنے دل کی روشنی کے حق میں ہیں(۱۳)

کیسا روشن کتنی گہری رات کو رکھا

اپنی بات سے پہلے اس کی بات کو رکھا(۱۴)

عشق و محبت کے موضوعات بھی ان کی شاعری میں بخوبی ملتے ہیں۔ محبت ایک فطری جذبہ ہے جو ہر ذی روح میں کثرت سے ابھرتا رہتا ہے اور اظہار کی صورت میں بھی نظر آنا چاہتا ہے۔ لیکن محبت کرنے کے تقاضے مختلف ہیں۔ یاسمین حمید کی غزلوں میں محبت اور عشق کی کیفیت پائی جاتی ہے اور وہ اس کا اظہار کھل کر بھی کرتی ہیں۔ لیکن ان کی محبت میں عریانی اور بے پردگی نہیں ہے۔ پاکیزگی اور نفاست سے بھری تحریریں اور اشعار محبت کا ہاتھ تھام کر چلتی ہیں۔ الفت، محبت کے رشتوں کی کیفیت کو بھی خوب سمجھتی ہیں۔ جس بنا پر ان کی شاعری میں معاملات عشق و محبت کو جدت کے ترازو میں رکھ کر بیان کیا گیا ہے۔ دنیا کے ہر رشتے میں محبت والفت کا انحصار ہوتا ہے۔ مقدس اور پاکیزہ محبت ہی اصل چیز ہے جس کی بدولت انسانیت قائم رہتی ہے۔ یاسمین حمید نے محبت کی مختلف کیفیات کو بیان کیا ہے جس میں غصہ، اعتراض، مایوسی اور شکوہ و شکایت سب کچھ ہے۔ بچھڑنے کی باتیں ملنے کی باتیں اور ہجر و فراق کے لمحات کا ذکر بھی بہت منفرد انداز سے کرتی ہیں:

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol 5 No.3 2021

وقت کی آخری سرحد کو چھوا تھا میں نے

فیصلہ دور نکلنے کا کیا تھا میں نے

ضابطے میں نے سفر کے نہیں توڑے تھے کبھی

یہی اس سے بھی کئی بار کہا تھا میں نے (۱۵)

یاسمین حمید نے مندرجہ بالا اشعار میں رومانیت کی ایک جدید کیفیت کو بیان کیا ہے۔ اپنی قوت ارادی کے ساتھ ساتھ اپنے اور محبوب کے روابط پر بھی اپنے جذبات کا اظہار کیا ہے۔ اسی طرح ایک اور غزل میں عشق و محبت کی داستان یوں رقم کی گئی ہے۔

کیا ہوا کوئی سوچتا بھی نہیں

اور کہنے کو کچھ ہوا بھی نہیں

جیسے گم ہو گئی ہو شناخت مری

اب کوئی مجھ کو ڈھونڈتا بھی نہیں

جس سے رہنے لگے گلہ مجھ کو

وہ ابھی مجھ کو جانتا بھی نہیں

مسترد بھی کبھی نہیں کرتا

وہ مری بات مانتا بھی نہیں (۱۶)

شاعر کے ہاں شاعری دو طرح سے ہوتی ہے آمد اور آورد۔ یاسمین حمید کی شاعری میں آورد کا بہت کم دخل ہے یہ جب بھی معاشرے میں کوئی کام س ہوتے ہوئے دیکھتی ہیں تو الہام کی صورت میں وہ واقعہ لفظوں کا لبادہ اوڑھ لیتا ہے اور غیبی طریقے سے ذہن میں خیال اترنا شروع ہو جاتے ہیں۔ آمد کے ساتھ ساتھ انسان کی اپنی محنت بھی کام آتی ہے۔ اپنی شاعری کے بارے میں بیان کرتی ہیں:

> "اب تک شاعری میرے لیے شعوری عمل نہیں رہیٔ قلبی واردات نہیں رہی۔ ایک الہامی کیفیت بوجھل ہوتے احساسات کا **Catharsis** اسیری کرب سے رہائی کے لمحے تک غیر شعوری سفر۔ میں نے کبھی منصوبے کے تحت شعر نہیں کہا، فطری تقاضے کے تحت کہا۔" (۱۷)

موت ایک صداقت ہے جو مختلف شعرا کے کلام کا موضوع رہی ہے چونکہ دنیا میں اسی بات سے کسی کو بھی مفر نہیں ہے کہ ہر چیز کو فنا کی طرف جانا ہے۔ صوفی شاعروں کا مرغوب رجحان یہی ہے۔ یاسمین حمید ایک پختہ شاعرہ ہیں جو اپنی زندگی سے خوشیاں بھی کشید کرتی ہے اور اس کے اصل مقصد کی طرف بھی رجوع کرتی ہے۔ شاعر چونکہ معاشرے کا حساس ترین فرد ہوتا ہے اور اپنے ہر طرف نظر دوڑا کر اپنے دل کی کیفیت کو بدل کر خیال کو رقم کرتا ہے۔ تصوف کا موضوع ہر دور کا جاندار موضوع رہا ہے۔ بعض شاعر عہد شباب میں تو رومانیت میں کھوئے رہتے ہیں لیکن جب آخری عمر میں زیست کے اصل مقصد کی طرف رجوع کرتے ہیں تو اپنی پہلی شاعری پر ان کو عجیب سی کیفیت دکھائی دیتی ہے۔ یاسمین حمید نے موت کے تصور کو لفظوں کے نشتر سے نیا پن عطا کر دیا ہے۔

جسم سارے گل چکے تھے ہم سے جب پوچھا گیا

کس کی باتیں دلربا تھیں کس کا چہرہ دلنشیں (۱۸)

دیکھ رہے ہیں زندہ رہ جانے والوں کو

جان رہے ہیں موت کا منظر کیسا ہو گا (۱۹)

اس طرح ان کی غزلوں میں موت اور زندگی کے مختلف روپ بیان کیے گئے ہیں۔آپ سمجھتی ہیں کہ ہم سب انسان ہیں اور جینا مرنا ہماری زندگی کا حصہ ہے زندگی تو اللہ تعالی کی طرف سے انسان کے لیے حسین تحفہ ہے۔اس کو اچھے طریقے سے گزارنا چاہیے اور ہر وقت موت کے لئے تیار رہنا چاہیے۔شاعر ہمیشہ معاشرے میں امن کا خواہاں ہوتا ہے اس لئے ان کی غزلوں میں بھی موت کے بارے میں بات کر کے معاشرے کے امن کو بحال رکھنے کی بات کی گئی ہے۔ان کے ہاں بتایا گیا ہے کہ ہم نے زندگی خواہشات کے پیچھے گزار دی اور خوشی لینے کے لیے زندگی کی دوڑ میں لگے ہوئے تھے تو آخری عمر میں پتا چلا کہ وہ کوئی ایسی خوشی نہ تھی جو ہمیں سکون دے سکتی ۔وہ بتانا چاہتی ہے کہ انسان کا پتلا آسمان سے تو گرا نہیں ہے کہ جس میں اتنا غرور ہو۔لہذا ہمیں دنیا میں اعتاب نہیں پھیلانا چاہیے بلکہ لوگوں کے ساتھ اچھا سلوک کرنا چاہیے تاکہ آخرت کی زندگی آسان ہو۔

یاسمین حمید نے اپنی شاعری میں جیتی جاگتی تصویریں پیش کی ہیں۔سورج، چاند، ستارے، پہاڑ اور صحرا شاعرہ کے رفقا میں شمار ہوتے ہیں۔فطرت کے مظاہر شاعرہ کے قلم سے انمول موتی کی صورت ڈھل جاتے ہیں۔یہ کوئی ایسی شاعرہ نہیں ہے کہ جس کی دنیا صرف گھر تک محدود ہو بلکہ ان کی نظر پوری دنیا پر ہے۔ان کی آواز عالمگیر ہے جو حق اور سچ کا ساتھ دیتی ہے۔معاملات زندگی بھی ان کے اشعار کا اہم موضوع ہے۔آپ بڑے نرالے انداز بیان سے زندگی کی حقیقتوں اور مسائل کو مثبت انداز میں پیش کرنے کا ہنر جانتی ہے۔

تعلق کی کہانی کے کسی بھی مرحلے میں

کوئی دامن چھڑائے گا تو دامن چھوڑ دیں گے

ہمارے خواہش ارادہ خواب ہم پر کھل بھی جائیں

تو کیا چڑھتے ہوئے دریاؤں کا رخ موڑ دیں گے (۲۰)

انہوں نے اپنی شاعری میں لوگوں کے رویوں پر بات کی ہے۔زمانے کی بے حسی کو بھی موضوعِ سخن بنایا ہے۔دنیا کے لالچ، چغلیوں اور بے مروتیوں پر بھی بات کی ہے کہ آج کل کے لوگ بات کو چھپانے کی بجائے زمانے میں پھیلا دینا ہی اپنا فرض سمجھتے ہیں۔ہم لوگوں سے تو اچھی اور کھری باتیں کرتے ہیں لیکن عملی طور پر خود پر وارد نہیں کرتے۔

یاسمین حمید کے ہاں منظر کی دلفریب فضا دکھائی دیتی ہے۔یہ ماورائی منظر تخلیقی عمل کو اور بھی تیز کر دیتا ہے۔ان کی منفرد لفظی تصویریں ہمیں ماورائی فضا میں لے جاتی ہیں اور کبھی کبھی ایک ایسی مصور بن جاتی ہیں کہ اپنے قلم سے حسیاتی منظر کی جولانیاں دکھانا شروع کر دیتی ہیں۔وہ فطرت کی تخلیق کو دلجمی سے نئی بحروں اور لفظوں کے نئے سانچوں میں ڈھال کر پیش کرتی ہے۔ان کی انفرادیت کے حوالے سے احمد ندیم قاسمی یوں رقمطراز ہیں:

"یہ بات نہیں ہے کہ وہ غیر حقیقی یا غیر زمینی موضوعات پر گفتگو کرتی ہے۔ یہ تو اپنے عصر کی سچی عکاس اور جدید طرز احساس کی کھری نمائندہ ہے مگر وہ جو کچھ کہتی ہے اس ڈھب سے کہتی ہے کہ اسے کسی بھی دوسرے اہم شاعر کے مماثل قرار نہیں دیا جا سکتا۔وہ خود ہی اپنی مثال ہے۔ادب کے وہ ناقدین اور قارئین جنہیں شکایت رہتی ہے کہ

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol 5 No.3 2021

جدید اردو غزل یک رنگ ہوتی جا رہی ہے اور سبھی نئے غزل گو قریب قریب ایک ہی انداز کی غزل کہنے لگے ہیں۔ یاسمین حمید کی غزل پڑھیں گے تو انہیں اپنے نظریہ پر نظر ثانی کرنا ہو گی۔"(۲۱)

ان کا قلم ہمیشہ سچ اور حق کی آواز بلند کرتا ہے۔ وہ انسانوں کے سچے جذبات کی عکاس ہیں۔ کہیں سوال و جواب کے انداز میں دنیا کے احساسات کے پردے چاک کرتی ہے تو کہیں تجسس میں خدائی لمحات کی جانچ پرکھ کرنے کی سعی کرتی ہے۔ ان کا قلم کسی چیز کی کھوج لگانے میں مگن ہے کہ یہ کائنات جس میں اللہ تعالیٰ نے منفرد انواع پیدا کیے ہیں ان کا عقدہ وا ہو سکے اور ہمیں اپنے تخلیق ہونے کا مقصد مل سکے۔ سوچتی ہے کہ جب سورج ڈوب جائے گا تو کیسا منظر ہو گا اور یہ اتنا بڑا سمندر باہیں پھیلائے بیٹھا ہے یہ کس طرح کا نظر آئے گا۔ اور ایسا گھر بہت مشکل سے ہی ملتا ہے جہاں آج کے دور زر میں آرام و سکون ہو۔ خیال کرتی ہے کہ ایسا گھرانہ جہاں رات دن خوشیاں پہنچتی ہوں وہاں کا نظارا کیسا ہو گا۔ کبھی وہ زندہ انسانوں کو دیکھ کر ورطہء حیرت سے جھانکتی ہے کہ یہ چلتے پھرتے انسان ایک نہ ایک دن اس دنیا سے چلے جائیں گے۔ اور جب موت آئے گی تو اس وقت منظر کیسا ہو گا۔ انسان پر اس وقت کیا گزرتا ہو گا جب موت کا فرشتہ اس کو موت کا یقین دلا چکا ہو گا۔ الغرض شاعرہ یاسمین حمید اپنے ارد گرد کی چیزوں میں زندگی کا حسن اور موت کے الم ناک سوز کی وجہ ڈھونڈنا چاہتی ہے۔ یہی تلاش ہے جو ایک انسان کو اصل مقصد تک لے جاتی ہے۔ لکھتی ہیں:

"اپنے عہد کی بھول بھلیوں میں پھرنا اور اپنے تجربے کی تفسیر بیان کرنا بھی تلاش کرنا ہی تو ہے۔ لیکن اپنی سچائی اور اپنی حقیقت کا بیان شعر کے مفہوم یا اس کے موضوع تک محدود نہیں ہوتا۔ واقعات براہ راست کسی عہد کی حسّی نمائندگی نہیں کرتے، بلکہ واقعات سے متاثر ہونے والوں کا فکری ردعمل اس عہد کی حیثیت کو متشکل کرتا ہے۔"(۲۲)

یاسمین حمید نے اپنی تخلیقی جہت کو بہترین لفظوں کے سانچے میں ڈھال کر پیش کیا ہے۔ ان کے فن کو اگر دیکھا جائے تو انداز بیان میں موجود خصوصیات کی بنا پر اس کی شاعری کو بہت عروج ملا ہے۔ ایسے فرسودہ اور نامانوس الفاظ ان کی شاعری میں نہیں جو خیال کو بوجھل بناتے ہوں۔ جب ایک تخلیق کار کو تخلیقی اصولوں کا کم پتا ہو تو وہ آزادانہ لکھتا ہے تب اس کو مداخلت کا خطرہ کم ہوتا ہے۔ لیکن جب اسلوب میں قواعد و ضوابط آ جاتے ہیں تو پھر مداخلت کا زیادہ خطرہ ہوتا ہے۔ الہامی اسلوب ایک جاندار اسلوب ہوتا ہے جو باقی شعرا سے جداگانہ حیثیت رکھتا ہے۔ یاسمین حمید کے ہاں بھی ہمیں اسلوب بیان کا ایسا فن ملتا ہے جو خود بہ خود ان کی شاعری کی پہچان بن گیا ہے۔ کلام میں ندرت اور تازگی انسان کی تخلیقی خوبی ہے۔ خاص قسم کے الفاظ، خاص نوعیت کی لفظی تصویریں اور تصنع میں بنی ہوئی باتیں نئی ضرور ہوتی ہیں لیکن ان میں احساس کی کمی رہتی ہے۔ یاسمین حمید کی غزل میں فن کے پختہ تجربات موجود ہیں جس میں تخیل کا عمل دخل بھی ہے۔ ڈاکٹر ضیاء الحسن ان کی شاعری کے بارے لکھتے ہیں:

"یاسمین حمید کے اسلوب میں "جدت اور روایت" کا امتزاج نظر آتا ہے۔ ان کی مصرع سازی میں پختگی اور فنی شعور کا احساس ہوتا ہے۔ انہوں نے بھی خود کو محض تانیثی موضوعات تک محدود نہیں رکھا بلکہ زندگی کے دیگر تجربات کو بھی موضوع بنایا ہے۔ شعری حوالے سے ان کا مستقبل تاب ناک نظر آتا ہے اور اس میں بہت سے امکانات پوشیدہ ہیں۔"(۲۳)

یاسمین حمید ایک ایسی شاعرہ ہیں جو دیانت اور صداقت کے امتزاج سے شاعری تخلیق کرتی ہیں۔ ان کے یہ حقیقت پسندانہ جذبات و احساسات ان کی شاعری کا حسن تصور کیے جاتے ہیں۔ ان میں تانیثی کیفیت عورت کا ایک منفرد منظر نامہ پیش کرتی ہے جو معاشرے کے لیے بغاوت کی بجائے اصلاحی پہلو نکالتی ہے۔ اپنی ذات کی حسین کڑیوں کو معاشرے کے ساتھ ملا کر ایک ترنم پیدا کر کے دنیا کے وجود کو پیش کرتی ہے۔ ان کی شاعرانہ مہارت اور استماراتی نگاہ دنیا کا حقیقی منظر نامہ پیش کرتی ہے۔

حوالہ جات

۱۔ یاسمین حمید، بے ثمر پیڑوں کی خواہش، لاہور: سنگ میل پبلی کیشنز، ۲۰۱۲ء، ص ۱۲۴

۲۔ ایضاً، ص ۴۳

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol 5 No.3 2021

۳۔ یاسمین حمید، پسِ آئینہ، لاہور: پاکستان بکس اینڈ لٹریری ساؤنڈ، ۱۹۸۰ء، ص ۸

۴۔ یاسمین حمید، بے ثمر پیڑوں کی خواہش، ص ۱۰۹

۵۔ ایضاً، ص ۱۲۰

۶۔ ایضاً، ص ۱۲۵

۷۔ ایضاً، ص ۱۴۰

۸۔ سلیم اختر، ڈاکٹر، پاکستانی شاعرات، لاہور: سنگ میل پبلی کیشنز، ۲۰۰۸ء، ص ۲۰۵

۹۔ یاسمین حمید، پسِ آئینہ، ص ۱۵

۱۰۔ یاسمین حمید، دوسری زندگی، لاہور: دانیال پبلشرز، ۲۰۰۷ء، ص ۱۴۵

۱۱۔ یاسمین حمید، حصارِ بے در و دیوار، لاہور: جنگ پبلشرز، ۱۹۹۱ء، ص ۵۶

۱۲۔ یاسمین حمید، بے ثمر پیڑوں کی خواہش، ص ۱۱۰

۱۳۔ ایضاً، ص ۱۱۳

۱۴۔ ایضاً، ص ۱۳۴

۱۵۔ ایضاً، ص ۱۲۷

۱۶۔ یاسمین حمید، دوسری زندگی، ص ۱۵۰

۱۷۔ یاسمین حمید، پسِ آئینہ، ص ۶

۱۸۔ یاسمین حمید، بے ثمر پیڑوں کی خواہش، ص ۱۰۹

۱۹۔ ایضاً، ص ۱۱۳

۲۰۔ ایضاً، ص ۱۱۷

۲۱۔ احمد ندیم قاسمی، صداقت اور دیانت کی منفرد شاعری، مشمولہ: حصارِ بے در و دیوار، یاسمین حمید، لاہور: جنگ پبلشرز، ۱۹۹۱ء، ص ۳

۲۲۔ یاسمین حمید، بے ثمر پیڑوں کی خواہش، ص ۱۴

۲۳۔ ضیاء الحسن، ڈاکٹر، جدید اردو نظم: آغاز و ارتقاء، لاہور: سانجھ پبلی کیشنز، ۲۰۱۲ء، ص ۱۱۴